بسم الله الرحمن الرحيم

ROHMA AAMIR

Foundation University Medical College, Islamabad

روحما عامر

فاؤنڈیشن یونیورسٹی میڈیکل کالج، اسلام آباد

Ending Exploitative Taxation: A Zakat – Based System for Justice, Economic Growth, and Welfare for All

استحصالی ٹیکسیشن کا خاتمہ: انصاف، معاشی ترقی اور عوامی فلاح کے لیے زکوۃ پر مبنی نظام

دنیا بھر میں موجودہ سرمایہ دارانہ معیشت نے دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو جنم دیا ہے۔ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ چکی ہے جبکہ عوام کی ایک بڑی اکثریت غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور محرومی کا شکار ہے۔ اس غیر متوازن نظام معیشت کی بنیاد استحصالی ٹیکسیشن پر رکھی گئی ہے جہاں ریاست اپنی آمدنی کے حصول کے لیے عوام پر بھاری ٹیکس عائد کرتی ہے۔ یہ ٹیکس بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں صورتوں میں عوام کی قوت خرید کو کم کرتے ہیں اور سماجی انصاف کے تقاضوں کو مجروح کرتے ہیں۔ موجودہ ٹکس سسٹم عوام کے لیے بوجھ اور سرمایہ دار طبقے کے لیے آسانی بن چکا ہے۔ اس سے معاشرتی طبقاتی فرق بڑھ رہا ہے اور سماجی عدل و توازن برباد ہو رہا ہے۔

اسلام کا معاشی نظام

اسلام ایک ایسا معاشی و سماجی نظام پیش کرتا ہے جس کی بنیاد عدل، مساوات اور فلاح انسانیت پر ہے۔ اسلامی نظام مالیات میں زکوٰۃ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ محض عبادت نہیں بلکہ ایک جامع معاشی نظام ہے جو دولت کے بہاؤ کو متوازن کرتا ہے، غربت کا خاتمہ کرتا ہے اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ قرآن کریم نے زکوٰۃ کو معاشرتی عدل اور روحانی پاکیزگی دونوں کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا۔ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد صرف مالی لین دین نہیں بلکہ تطہیرِ نفس اور پاکیزگیِ مال بھی ہے۔

ٹیکسوں کا غیر عادلانہ بوجھ

استحصالی ٹیکسیشن میں بوجھ کا دائرہ غیر منصفانہ طور پر عام عوام تک پھیل جاتا ہے۔ بالواسطہ ٹیکس مثلاً سیلز ٹیکس، انکم ٹیکس، کسٹم ڈیوٹیز وغیرہ غریب اور امیر دونوں پر یکساں لاگو ہوتے ہیں۔ نتیجتاً غریب کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے جبکہ امیر طبقہ اپنی دولت میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ ٹیکسوں کے اس غیر عادلانہ بوجھ کے نتیجے میں معاشی ناہمواری بڑھتی ہے، مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے اور دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جاتی ہے۔ جب ریاست عوام سے ٹیکس کے نام پر وسائل اکٹھے کرتی ہے مگر ان وسائل کو عوامی فلاح کی بجائے غیر پیداواری شعبوں پر خرچ کرتی ہے تو عوام کا اعتماد ریاستی نظام سے اٹھ جاتا ہے

زکوۃ کا بنیادی فلسفہ

اس کے برعکس زکوۃ ایک منصفانہ، متوازن اور اخلاقی بنیادوں پر قائم مالیاتی نظام ہے۔ زکوۃ صرف ان افراد پر فرض ہے جو مالی طور پر

صاحبِ نصاب ہیں۔ یعنی یہ بوجھ غریب طبقے پر نہیں بلکہ خوشحال طبقے پر ڈالا گیا ہے۔ اسطرح زکوۃ کا نظام امیر سے مال لے کر غریب کو پہنچاتا ہے اور معاشرے میں دولت کی گردش کو یقینی بناتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ، یعنی تاکہ دولت صرف تمھارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے۔ یہی زکوۃ کا بنیادی فلسفہ ہے کہ دولت کو سماج کے تمام طبقات میں گردش دی جائے

زکوٰۃ کے مصارف

زکوۃ کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس کے مصارف واضح طور پر قرآن مجید میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ آیت زکوۃ (التوبہ: ٦٠) کے مطابق زکوۃ آٹھ مخصوص طبقات پر خرچ کی جاتی ہے جن میں فقرا، مساکین، عاملین، مؤلفۃ القلوب، غلاموں کی آزادی، مقروض، فی سبیل اللہ اور مسافر شامل ہیں۔ اس طرح زکوۃ کا نظام نہ صرف غربت کے خاتمے بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ زکوۃ کا مقصد صرف وقتی امداد نہیں بلکہ پائیدار معاشی استحکام ہے تاکہ مستحق افراد کو معاشی طور پر خود کفیل بنایا جا سکے۔

زکوۃ کے معاشی اور سماجی فوائد

زکوۃ کے نظام کے بے شمار معاشی اور سماجی فوائد ہیں۔ یہ دولت کے ارتکاز کو روکتی ہے اور معاشی توازن قائم کرتی ہے۔ زکوۃ سے غریبوں کو مالی مدد حاصل ہوتی ہے، ان کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور وہ احساسِ محرومی سے نکل کر فعال شہری بن جاتے ہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب زکوۃ کا نظام پورے خلوص اور عدل کے ساتھ نافذ ہوا تو غربت کا نام و نشان مٹ گیا۔ خلافت راشدہ اور خصوصاً حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں بیت المال میں زکوۃ لینے والا کوئی نہ رہا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ صرف ایک مذہبی فریضہ نہیں بلکہ ایک مکمل معاشی اصلاحی پالیسی ہے۔

زکوۃ سے سرمایہ کی گردش

زکوۃ سرمایہ کو گردش میں رکھتی ہے۔ چونکہ جمع شدہ مال پر زکوۃ عائد ہوتی ہے، اس لیے لوگ اپنی دولت کو منجمد رکھنے کے بجائے تجارت، صنعت اور کاروبار میں لگاتے ہیں۔ اس سے معیشت میں روانی پیدا ہوتی ہے، روزگار کے مواقع بڑھتے ہیں اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح زکوۃ غیر فعال دولت کو فعال سرمایے میں بدل دیتی ہے۔

زکوۃ اور ریاستی خود کفالت

زکوۃ کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ یہ ریاستی خود کفالت کو ممکن بناتی ہے۔ اگر اسلامی ریاست زکوۃ کے نظام کو منظم انداز میں نافذ کرے تو اسے قرضوں اور سودی نظام پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ زکوۃ کے فنڈز سے تعلیم، صحت، رہائش اور روزگار کے منصوبے قائم کیے جا سکتے ہیں۔ یہ نظام بیرونی دباؤ سے آزاد معیشت پیدا کرتا ہے جو حقیقی معنوں میں خود مختار ہوتی ہے۔

زکوۃ اور ٹیکس کا موازنہ

استحصالی ٹیکسیشن اور زکوۃ کے نظام کا موازنہ کیا جائے تو واضح فرق سامنے آتا ہے۔ استحصالی ٹیکس کا مقصد صرف ریاستی آمدنی بڑھانا ہوتا

ہے جبکہ زکوٰۃ کا مقصد معاشرتی عدل اور فلاح کا قیام ہے۔ ٹیکس ہر شہری پر لاگو ہوتا ہے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، جبکہ زکوٰۃ صرف صاحبِ نصاب پر فرض ہے۔ ٹیکسوں کی شرح حکومت اپنی مرضی سے بڑھا یا گھٹا سکتی ہے، جبکہ زکوٰۃ کی شرح اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے، مثلاً مال تجارت پر ڈھائی فیصد۔ استحصالی ٹیکس کا پیسہ اکثر غیر ضروری اخراجات یا کرپشن میں ضائع ہوتا ہے، جبکہ زکوٰۃ صرف ان مصارف پر خرچ ہو سکتی ہے جنہیں شریعت نے بیان کیا ہے۔ ٹیکس عوامی بوجھ ہے، زکوٰۃ فلاحی فریضہ ہے۔

زکوٰۃ کے عملی اقدامات

زکوٰۃ پر مبنی نظام کے نفاذ کے لیے چند عملی اقدامات ضروری ہیں۔ سب سے پہلے ایک خود مختار مرکزی زکوٰۃ اتھارتی قائم کی جائے جو زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کو شفاف بنائے۔ دوسرا، زکوٰۃ کے حساب و کتاب کو جدید ٹیکنالوجی سے منسلک کیا جائے تاکہ کوئی بدعنوانی یا کوتاہی نہ ہو۔ تیسرا، بیت المال کو فعال ادارے کے طور پر بحال کیا جائے جو زکوٰۃ اور صدقات کے فنڈز کو قومی فلاحی منصوبوں میں استعمال کرے۔ چوتھا، زکوٰۃ کو صرف وقتی امداد کے بجائے طویل مدتی منصوبوں میں لگایا جائے تاکہ مستحق افراد مستقل طور پر اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ مثلاً چھوٹے کاروباروں کی مالی معاونت، زرعی آلات کی فراہمی، اور ہنر مندی کے ادارے۔

زکوٰۃ اور معاشی استحکام

زکوٰۃ کے نظام کے نفاذ سے معاشی، اخلاقی اور سیاسی سطح پر انقلابی تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں۔ یہ نظام ریاست کو معاشی خود مختاری دیتا ہے، عوام میں اطمینان اور اعتماد پیدا کرتا ہے اور طبقاتی تفریق کو ختم کرتا ہے۔ جب عوام محسوس کرتے ہیں کہ ریاست ان کے وسائل کو منصفانہ طور پر عوامی فلاح پر خرچ کر رہی ہے تو ان میں ریاستی اداروں پر اعتماد بڑھتا ہے اور سیاسی استحکام پیدا ہوتا ہے۔

اسلامی تاریخ میں زکوٰۃ کا کردار

اسلامی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ زکوٰۃ کے نظام سے عدل و مساوات پر مبنی معاشرے وجود مین آے۔ خلافت راشدہ کے دور میں بیت المال سے ہر شہری کے لیے بنیادی ضروریات کا خیال رکھا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں زکوٰۃ دینے والا موجود تھا مگر لینے والا نہیں۔ اسی طرح اندلس اور عثمانی خلافت کے ادوار میں زکوٰۃ اور وقف کے نظام سے تعلیم، صحت اور بہبود عامہ کے بے شمار ادارے قائم کیے گیے۔ ان تاریخی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ نظام صرف مذہبی نہیں بلکہ ایک جامع سماجی و اقتصادی اصلاح ہے۔

زکوٰۃ کے نفاذ میں چیلنجز اور حل

زکوٰۃ کے نفاذ میں بعض چیلنجز بھی درپیش ہیں، جیسے ادارہ جاتی بدعنوانی، عوامی اعتماد کی کمی، قانونی رکاوٹیں اور جدید مالیاتی پیچیدگیاں۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کا نظام مکمل شفافیت کے ساتھ چلایا جائے، عوامی نگرانی کو یقینی بنایا جائے، فقہی ماہرین اور ماہرینِ معیشت کی مشترکہ کاوشوں سے جدید مالیاتی ذرائع پر زکوٰۃ کے اصول مرتب کیے جائیں اور عوام میں زکوٰۃ کی اہمیت سے متعلق آگاہی پیدا کی جائے۔

استحصالی ٹیکسیشن کا غیر عادلانہ نظام

استحصالی ٹیکسیشن کا ایک غیر عادلانہ نظام ہے جو عوام کی محنت کا پھل چھین کی چند ہاتھوں میں مرکوز کر دیتا ہے۔اس کے برعکس زکوٰۃ ایک الٰہی نظام ہے جو انصاف، مساوات اور اجماعی فلاح کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔اگر زکوٰۃ کو ریاستی سطح پر خلوصِ نیت، شفافیت اور شرعی اصولوں کی تطہیر، معاشرے کی تعمیر اور امت کی یکجہتی کا ذریعہ ہے۔

نظامِ زکوٰۃ اور فلاحی معاشرہ

یوں زکوٰۃ پر مبنی نظام وہ حقیقی متبادل ہے جو استحصالی ٹیکسیشن کے ظلم سے نجات دلا سکتا ہے اور ایک ایسا فلاحی اسلامی معاشرہ قائم کر سکتا ہے جہاں دولت چند ہاتھوں کی نہیں بلکہ پوری امت کی امانت بن جاتی ہے۔یہی وہ نظام ہے جو عدلِ اجتماعی، معاشی خود کفالت اور عوامی فلاح کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اگر ریاستِ پاکستان یا کوئی بھی اسلامی ملک زکوٰۃ کو اپنی معاشی پالیسی کا بنیادی ستون بنا لے تو نہ صرف غربت کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ دنیا کے سامنے ایک عادلانہ، پائیدار اور انسان دوست معیشت کی مثال قائم ہو سکتی ہے۔یہی اسلام کا معاشی پیغام اور انسانی نجات کا راستہ ہے۔